تصوف کی قرآنی بنیادیں

(مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افکار و اجتہادات کا مطالعہ)

اظہر اقبال *
محمد عبداللہ **

مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء) بیسویں صدی کے بلند پایہ عالمِ دین اور شیخ طریقت تھے۔ مولانا تھانویؒ نے برصغیر کی مشہور درس گاہ دار العلوم دیوبند سے دینی علم حاصل کیا۔ ۱۴ سال کی تدریس کے بعد ۱۸۹۸ء میں اپنے شیخ طریقت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ (م: ۱۸۹۹ء) کے مشورے سے خانقاہِ امدادیہ تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر۔ اُتر پردیش) میں قیام پذیر ہو گئے اور پھر اپنی پوری زندگی اسی خانقاہ میں قیام پذیر رہے اور دینِ اسلام پر درست انداز میں عمل کرنے کی تلقین اور مسلمانوں کی اصلاح کا کام کرتے رہے۔ مولانا تھانویؒ کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جو کثیر التصانیف ہیں۔ ان کی دینی و علمی خدمات، ویسے تو دینِ اسلام کے تمام میدانوں میں ہیں لیکن ان کی اصلاح و تجدید کا خاص میدان و موضوع "تصوفِ اسلام" ہے۔

مولانا تھانویؒ کو اسلامی تصوف سے خصوصی لگاؤ تھا جس کا انہوں نے اکثر مقامات پر اظہار بھی کیا اور اس میدان میں اپنی تجدیدی و اصلاحی خدمات پر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کیا ہے۔ درج ذیل بحث میں مولانا تھانویؒ کی میدانِ تصوف میں ایسی ہی خدمت و کاوش کا تذکرہ ہے، جس میں انہوں نے مسائلِ تصوف کا استنباط قرآنی آیات سے کیا ہے، جس کو علوم القرآن کی اصطلاح میں "تفسیرِ اشاری یا علم الاعتبار" کہتے ہیں۔

محمد عبد العظیم الزرقانی (م: ۱۹۴۸ء) اپنی کتاب مناھل العرفان فی علوم القرآن میں تفسیر اشاری کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

> "هو تاويل القرآن بغير ظاهره لاشارة خفية تظهر لارباب السلوک والتصوف ويمكن الجمع بينها وبين الظاهر والمراد ايضا ، وقد اختلف العلماء فى التفسير المذكور فمنهم

* پی۔ ایچ۔ ڈی اسکالر، شیخ زید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور پاکستان۔
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

من أجازه ومنهم من منعه"(۱)

"یعنی تفسیر اشاری کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کی تاویل اس کے ظاہری معنی کے علاوہ کسی ایسے معنی سے کی جائے جس کی بنیاد کوئی ایسا مخفی اشارہ ہو جو ارباب سلوک و تصوف پر منکشف ہوا ہو ان دونوں (تاویل میں جو معنی بیان ہوئے ہیں اور ظاہری مراد) کو جمع کرنا بھی ممکن ہو۔"(۱)

اس کے بعد صاحب "مناہل العرفان "مزید لکھتے ہیں کہ :

"علماء کے درمیان اس طرح کی تفسیر کے جواز و عدم جواز کی بابت اختلاف ہے، بعض حضرات نے تو اس کی اجازت دی ہے اور کچھ لوگ اسے ناجائز سمجھتے ہیں، تاہم متعدد مفسرین نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔"

تصوف کی قرآنی بنیادوں کے حوالے سے مولانا تھانویؒ کی تصنیفات کا تعارف:۔

تفسیر اشاری کے حوالے سے مولانا تھانوی کی دو کتب خاص طور پر قابل ذکر ہیں،ذیل میں ان کتب کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

١. تائید الحقیقة بالآیا ت العتیقة-

٢. مسائل السلوک من کلام ملک الملوک-

۱) تائید الحقیقة بالآیا ت العتیقة:

مولانا تھانویؒ اس کتاب کی وجہ تالیف کے حوالے سے لکھتے ہیں: کہ مجھے ۱۳۲۷ھ میں بہاولپور جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں قیام کے دوران میں نے ایک کتاب دیکھی جس کا نام کاتب نے فہرست میں"شواهد احکام الصوفیته من القرآن"لکھا تھا۔توجب میں نے اس کتاب کو دیکھا تو اس کو اپنی غرض کے موافق پایا،اس لئے میں نے مالک سے یہ کتاب عاریتاً لی اور وطن واپس آکر اس کتاب کا خلاصہ لکھا۔اور جہاں ضرورت محسوس کی اس میں کمی بیشی کی۔اور میں نے اس کا نام تائیدالحقیقة بالآیات العتیقة رکھا۔(۲)

اب اس کتاب کو مولانا تھانویؒ کی مشہور کتاب التکشف عن مهمات التصوف میں شامل کر دیا گیا ہے۔جو کہ عربی زبان میں ہے۔اور التکشف عن مهمات التصوف کے صفحہ نمبر ۳۹۴سے ۴۱۰تک ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں قرآنی سورتوں کی ترتیب کے مطابق تصوف کے مسائل مختصر الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں۔اس کتاب کے عربی متن کے متصل بعد مولانا شاہ لطف رسول کا اس کتاب کا اردو ترجمہ "التکشف عن مھمات التصوف"میں دیا گیا ہے۔اور یہ اردو ترجمہ اس کتاب کے ۲۵صفحات پر مشتمل ہے۔

۲) مسائل السلوک من کلام ملک الملوک: (یعنی مسائلِ تصوف قرآن کی روشنی میں)

یہ کتاب ویسے تو مولانا تھانویؒ کی تفسیر "بیان القرآن" کا حصہ ہے مولانا تھانوی نے بیان القرآن میں مسائل تصوف مسائل السلوک من کلام ملک الملوک کے عنوان کے تحت ذکر کیے ہیں۔ لیکن اب اس کتاب کو قارئین کی آسانی کے پیش نظر تفسیر بیان القرآن سے الگ بھی شائع کیا گیا ہے۔ ادارہ اسلامیات، لاہور نے بھی یہ کتاب مسائل السلوک من کلام ملک الملوک یعنی مسائل تصوف قرآن کی روشنی میں، طبع کی ہے۔ اور اس کتاب کے عنوانات محمد اقبال قریشی نے تجویز کیے ہیں۔ اور یہ کتاب ۵۳۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

"مسائل السلوک من کلام ملک الملوک" علماء کرام کی نظر میں:۔

ا. : سید سلیمان ندویؒ اس کتاب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جاھل پیروں اور دکاندار صوفیوں نے یہ مسئلہ گھڑا ہے کہ شریعت اور طریقت دو چیزیں ہیں اور اس زور وشور سے اس کو شہرت دی عوام تو عوام خواص تک اس کا رنگ چھا گیا ہے۔ حالانکہ یہ تمام تر لغواور بے معنی ہے۔ مجددالملتؒ نے تمام عمر لوگوں کو یہی تلقین فرمائی ہے کہ طریقت عین شریعت ہے۔ احکام الٰہی باخلاص تمام تعمیل و تکمیل ہی کا نام طریقت ہے دگر ہیچ، اور یہی خواص امت کا مذہب ہے۔ اور جس نے اس کے سوا کہا وہ دین کی حقیقت سے جاہل اور فن سلوک سے نا آشنا ہے۔ حضرت مجددالملتؒ نے اس فن کے مسائل کو سب سے پہلے کلام پاک سے مستنبط فرمایا اور اس کے متعلق "مسائل السلوک من کلام ملک الملوک" اور "تائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ" نام کے دو رسالے تالیف فرمائے۔" (۳)

۲. ڈاکٹر عبدالحیی عارفیؒ اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"اس کی ہر سطر مدلولِ آیت قرآنی اور ہر جملہ مصدر کیف روحانی ہے۔ سلوک کے ہر مسئلے کو آیاتِ قرآنیہ سے ثابت فرمایا ہے اور تصوف کے ہر شعبہ کی کلام اللہ سے تائید فرمائی۔ یہ کتاب شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے۔ مخالفین تصوف کے لیئے اتمام محبت اور محبینِ سلوک کے لیئے موجب ازدیاد محبت ہے۔" (۴)

"مسائل السلوک من کلام ملک الملوک" کے چند مضامین کی فہرست:۔

ذیل میں اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کی فہرستِ مضامین سے چند مضامین کے عنوانات ذکر

کیے جاتے ہیں:

اہل اللہ کے ساتھ معاملہ عداوت کیسا ہے؟ مدارِ خلافت علم و فہم ہے، استدراج اور خطر، کبر اکثر معاصی کی اصل ہے، ادب شیخ کی تعلیم، ذکر اللہ کا اصلی ثمرہ، مراقبہ کا ثبوت، مدرکات روحانیہ کا اثبات، فنا کے اندر بقاء، امور طبیعہ کاملین میں بھی رہتے ہیں۔ تخفیف اعمال کی اصل، ابطال مداہنت، اہلِ اسرار کے کلام کے احکام ، مجادلہ سے اعراض، ربانی کون ہیں، غصہ طبعی کمال کے منافی نہیں، جہاد اکبر کی نظیر، مرابطہ نفس، فضائل غیر اختیاریہ کے درپے نہ ہونا چاہیے، استغراق میں ترقی رک جاتی ہے، صوفیاء کا طریق احسن، یقین کے مراتب غیر متناھی ہیں، طلب جاہ کی مذمت، تبرکات کی تعظیم کا حکم، قبض معاصی کا سبب ہے، ہر ندامت توبہ نہیں، توبہ کا معتبر ہونا اصلاح پر موقوف ہے، مشائخ کو متصرف مستقل سمجھنے کا ابطال، زُہد کی تعدیل، اہل اللہ میں خوارق کی تلاش سے گریز کرنا چاہیے، تکالیف شرعیہ انبیاء سے بھی ساقط نہیں ہوتیں، عبدیت اور لوازم بشریت، اسباب منافی توکل نہیں، غلوفی الزھد کی ممانعت، قبض اور بسط عقلی ہیں، مرشد کے دواہم کام، مال اور جاہ کی تحصیل میں انہماک مذموم ہے، اصلاح ظاھر و باطن کو جمع کرنے کا حکم، شیوخ سے اجتہادی خطا ہوسکتی ہے، گمراہ صوفیوں کا حال، امور غیبیہ غیر اختیاریہ ہیں،اوصافِ سالکینِ اپنے شیخ کے کشف اور خواب پر بالکل جزم نہ کرنا چاہیئے، شیخ پر امتناع خطا کا اعتقاد قبیح ہے، جاھل پیر کا مریدوں کے نذرانے بند ہونے کے خوف سے حق چھپانا، اولیاء کے مزارات پر فجور اور بدعات کا صدور قبح میں اشد ہے، اعمال قلب وغیرہ پر مطلع ہونے کا دعویٰ نازیباہے، مجاہدہ کی ابتداء نفس سے کرنا چاہیئے، شیخ میں جن اوصاف کا ہونا لازم ہے، علماء رسوم کا حال، صاحب ارشاد کا صاحبِ تصرف یا صاحب کشف ہونا ضروری نہیں، ہدایت شیخ کے قبضہ میں نہیں، شیخ کی توجہ کو اصلاح میں بڑا دخل ہے، تدبیر شرعی منافی توکل نہیں، غیر اللہ احیاء واموات سے استغاثہ کرنے والوں کا نقصان، کسی کو اپنے حال و کمال پر ناز نہ کرنا چاہیئے، ادراک کشفی و عقلی، عبودیت اشرفِ اوصاف ہے، اہل طریق کا ماضی کی یاد کو حجاب کہنے کا مقصد، اسرار غیر ضروریہ کا تفحص مذموم ہے، طالبانِ حق کی شان، حق تعالیٰ شانہ کے سوا کوئی مختارِ کامل نہیں، قطب التکوین اولیاء کا اثبات، مؤثر حقیقی حق تعالیٰ شانہ ہیں، جذب کی سلوک پر تقدیم، تصور شیخ میں راہ اعتدال، اہل اللہ کو غیب کا علم نہیں ہوتا، ربیت میں سہولت کی ضرورت، مریدین سے مال طلب کرنیکی مذمت، اخیار کو اشرار سے میل جول نہ رکھنا چاہیئے، خانقاہ کا ادب اور حق، اولیاء لوازم بشریت سے ماوراء نہیں ہوتے، خوارق اہل اللہ کے قبضہ میں نہیں، اظہار نعمت عجب و کبر میں داخل نہیں، کسی کے گناہوں کا ذمہ کوئی بھی نہیں دے سکتا، عقل و نظر کے ہوتے ہوئے تسویل نفسانی و شیطانی عذر نہیں، شیخ کا حکم باپ کا سا نہیں، مسئلہ فنا اور

اشتیاق الی الموت، قوی کو کبھی ضعیف سے علم حاصل ہو جاتا ہے، غیر اللہ میں علم و قدرت کی نفی، کبر بعض اوقات کفر تک پہنچا دیتا ہے، جاہ اور کمال میں تنافی نہیں، جس حیلہ میں مقصود شرعی کا ابطال ہو وہ جائز نہیں، تصوف باطل ہر فرحت کی مذمت، شیخ کو خود بھی عامل ہونا چاہیئے، کمالات سب موہوب ہیں، جس کی اصلاح کی امید نہ ہو اس سے قطع تعلق جائز ہے، معصیت سے اعمال کے انوار و برکات مضمحل ہو جاتے ہیں، کفار کو بھی بلا مجاہدہ کشف ہو سکتا ہے، قسوت طویل غفلت سے پیدا ہوتی ہے، محبت الٰہی کی مخالفت کرنیوالے سے نفرت لازم ہے، اسباب فتنہ سے بچنا مطلوب ہے، محض عدم مال وجاہ کی بناء پر اہل اللہ کے استحقار کی مذمت، جاہل سے غایت شفقت مطلوب ہے، صوفی کے مشاغل، شراب طہور کے حقائق و اسرار، نخوت قبول حق سے مانع ہے، مراقبات نافعہ فی الاصلاح، تکمیل مراتب اخلاص، مشائخ کو بعد ارشاد متوجہ الی اللہ ہونا چاہیئے، اسباب طبعیہ سے اہلِ باطل کا اثر بھی ہو سکتا ہے اور غفلت کا علاج ذکر ہے۔۔۔وغیرہ" (۵)

قرآن کی روشنی میں مسائلِ تصوف۔ مولانا تھانویؒ کے اجتہادات:۔

ذیل میں مولانا تھانویؒ کی کتاب "مسائل السلوک من کلام الملک الملوک " سے مولانا تھانویؒ کے چند اجتہادات وافکار نمونے کے طور پر ذکر کیے جاتے ہیں:

۱۔ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُم(۶)

ترجمہ: اے بنی اسرائیل یاد کرو تم لوگ میرے احسانوں کو جو کئے ہیں میں نے تم پر اور پورا کرو میرے عہد کو پورا کروں گا میں تمہارے عہد کو۔ (۷)

مولانا اشرف علی تھانویؒ اس آیت کی تفسیر میں وفا کے مراتب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(اوفوا بعهدی) مراتب وفا میں نہایت وسعت ہے۔پس ہماری جانب سے اول مرتبہ ادائے کلمہ شہادت ہے۔اور حق تعالیٰ کی طرف سے جان و مال کی حفاظت ہے اور آخیر ہماری طرف سے فنا ہے۔یہاں تک کے فنا سے بھی فنا ہو جانا اور حق تعالیٰ کی طرف سے صفات واسماء کے انوار سے آراستہ کر دینا پس وفا کی تفسیر ہیں جو آثار مختلفہ آئے ہیں اور وہ باعتبار مراتب متوسطہ کے ہیں اور وہ بکثرت ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اول مرتبہ ہماری طرف سے توحید افعال ہے اور آخر توحید صفات اور توحید ذات،اور حق تعالیٰ کی طرف سے وہ معارف واخلاق ہیں جو ہر مرتبہ میں مناسب اس مرتبہ کے سالک پر فائض کئے جاتے ہیں۔" (۸)

۲۔ "وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ" (۹)

ترجمہ:۔ اور جب کہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰؑ سے چالیس رات کا پھر تم لوگوں نے تجویز کر لیا گو سالہ کو اور تم

نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔

اس آیت میں موسیٰؑ کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی مدت ۴۰ راتیں بیاں ہوئی ہے۔ ان ۴۰ راتوں سے مولانا تھانویؒ نے صوفیاء کے چلے کی دلیل بیان کی ہے۔ چناچہ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

چلہ کی اصل:۔

یہ آیت اہل سلوک کے چلہ کی اصل ہے اور گو یہ موسیٰؑ کا قصہ ہے۔ لیکن جب اس کو نقل کر کے اسپر انکار نہیں کیا گیا تو یہ ہمارے لئے حجت ہو گیا خصوص جبکہ اس باب میں حدیث بھی آئی ہے۔(۱۰)

چلہ کی اصل کے حوالے سے حدیث سے استشہاد:۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں مولانا تھانویؒ نے چلہ کی اصل کے حوالے سے ایک حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ذیل میں اس حدیث کا عربی متن اور ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " مَنْ أَخْلَصَ لِلَّهِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ(۱۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص چالیس روز تک اللہ کے لئے خلوص (کے ساتھ عبادت) اختیار کرے، علم کے چشمے اس کے قلب سے (جوش زن ہو کر) اس کی زبان سے ظاہر ہوتے ہیں۔(۱۲)

۳۔ "وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ" (۱۳)

اور ملت ابراہیمی سے تو وہی رو گردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا تھانویؒ نے صوفیاء کے ایک مشہور قول کا اثبات کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

" مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ "یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس میں اس قول کی اصل ہے۔"مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (۱۴)

۴۔ ''قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ'' (۱۵)

ترجمہ: "آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر"

اس آیت کے ضمن میں مولانا تھانویؒ نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو زندہ یا فوت شدہ شیوخ کی محبت اور تعظیم میں غلو کرتے ہیں:

بزرگان دین کی تعظیم میں غلو کا رد:

" اس میں ان لوگوں پر رد ہے جو شیوخ کے انقیاد یا تعظیم میں خواہ وہ احیاء ہوں یا اموات ہوں غلو کرتے ہیں گو یہ حضرات حق کے مظاہر کامل ہیں۔ چنانچہ امام ترمذیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے اور روایت کی تحسین بھی کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی بن حاتم نے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ ہم تو انکی عبادت نہ کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات نہ تھی کہ وہ لوگ بہت سی اشیاء کو تمہارے لئے حلال کر دیتے تھے اور بہت سی اشیاء کو حرام کر دیتے تھے (یعنی بلا دلیل شرعی) پھر تم ان کے قول کو قبول کرتے تھے۔ عرض کیا ہاں یہ تو تھا۔ بس اسکا یہی مطلب ہے۔" (۱۶)

۵۔ ''وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا'' (۱۷)

ترجمہ: اور تم کسی ایسے امر کی تمنا مت کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعض پر فوقیت بخشی ہے۔ مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کیلئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی درخواست کیا کرو۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

مولانا تھانویؒ نے اس آیت کے حوالے سے لکھا ہے کہ کسی انسان کو ان فضائل کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے جو اس کے اختیار میں نہیں ہیں۔ اور اسطرح اسے اپنے مجاھدات پر عُجب نہیں ہونا چاہیئے۔

فضائل غیر اختیاریہ کے درپے نہ ہونا چاہیے:۔

"اس میں نہی ہے اس سے کہ فضائل غیر اختیاریہ کے درپے ہو کہ اس سے سخت تشویش پیدا ہوتی ہے جو کہ توجہ الی المقصود سے مانع ہوتی ہے۔"

مجاہدات پر نظر اور عجب نہ ہونا چاہیے:۔

"اور نصیب مما اکتسبوا اور مما اکتسبن کے بعد وا سئلو الله من فضله کے لانے سے نہی ہے کہ مجاہدات پر نظر اور عجب ہو۔" (۱۸)

۶۔ "لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ" (۱۹)

ترجمہ: عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر نہیں ہوتی ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیرات کی یا کسی اور نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کردینے کی ترغیب دیتے ہیں۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو خفیہ تعلیم کے قائل ہیں۔ خاص طور پر جاہل صوفیاء کا نظریہ ہے کہ تصوف کی تعلیمات خفیہ طریقے سے سینہ بہ سینہ چلی آرہی ہیں۔

خلافِ سنت تعلیم خفی کا بطلان:۔

"جو تعلیم خفی موافق کتاب وسنت کے نہ ہو جیسا کہ بہت سے جاہل صوفی اس کو حق سمجھتے ہیں کہ طریقت مفاد شریعت کی تعلیم سینہ بہ سینہ جاری ہے۔ یہ آیت اس کے بطلان پر دلالت کرتی ہے۔"(۲۰)

۷۔ "وَتَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ" (۲۱)

ترجمہ: ۔اور آپ ان میں بہت سے ایسے آدمی دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں۔

اس آیت میں چند رذائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ مولانا تھانویؒ نے اس آیت کی روشنی میں ان قوتوں کا ذکر کیا ہے جو ان رذائل کے پیچھے کارفرما ہوتی ہیں:

قوت نطقیہ، قوتِ غضبیہ اور قوتِ شہویہ:۔

"اثم ایک رذیلہ ہے جو قوت نطقیہ (۲۲) سے پیدا ہوتا ہے اور عدوان (ظلم) ایک رذیلہ ہے جو قوت غضبیہ (۲۳) سے پیدا ہوتا ہے اور اکل سحت (حرام کھانا) ایک رزیلہ ہے جو قوت شہویہ (۲۴) پر مرتب ہوتا ہے۔ (تو اس میں دلالت ہے کہ افعال کے مصادر ملکات ہیں)"(۲۵)

۸۔ "فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ"(۲٦)

ترجمہ: پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کردی۔

اس آیت سے مولانا تھانویؒ نے تین چیزوں کو ثابت کیا ہے ۔:

اول یہ کہ ناس میں موسی علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ دوم یہ کہ خوارق اہل باطل سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اور سوم یہ کہ سحر کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے لوگوں کے خیالات میں تصرف کیا جاتا ہے جس کے اندر مسمریزم بھی داخل ہے۔

مسمریزم کی حقیقت:۔

اس "ناس" میں حضرت موسیٰ علیہ اسلام بھی داخل ہیں۔ چنانچہ سورہ طٰہٰ میں ہے "یخیل الیہ۔" (۲۷)

"اور پس اس سے کئی امر مستفاد ہوئے۔ اول خوارق ۲۸) سے دھوکہ نہ کھانا کہ اہل باطل سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ ثانی سحر کی ایک قسم خیال میں تصرف کرنا بھی ہے اس میں مسمریزم ۲۹) بھی داخل ہے۔ ثالث ایسی چیزوں سے متاثر ہو جانا کمال باطنی کے خلاف نہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خائف ہوئے اور اہل حق کا ایسے امور پر یا ان کے ابطال پر قادر ہونا لازم نہیں۔" (۳۰)

۹۔ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ(۳۱)

ترجمہ: واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ فریاد کے طور پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پکارنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ اگرچہ یہ آیت اصنام (بتوں) کے بارے میں ہے لیکن اس کی علت عباد کو قرار دیا گیا ہے۔

ندائے غیر اللہ بطور استغاثہ کے ناجائز ہے:۔

آیت گو اصنام کے بارے میں ہے بقرینہ مابعد "الھم ارجل۔" (۳۲)

لیکن حکم کا مناط ان کے عباد یعنی مملوک ہونے پر رکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نداء غیر اللہ بطور استغاثہ کے ناجائز ہے تو کہاں یہ آیت اور کہاں غالی جاہلوں کا فعل! (۳۳)

۱۰۔ "فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُم" (۳۴)

ترجمہ:۔ سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا۔

یہ آیت اگرچہ حرمت والے مہینوں کے تقدس کے بارے میں ہے لیکن مولانا تھانویؒ نے اس ایک آیت پر مقدس مقامات کہ قیاس کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان مقامات پر گناہوں اور بدعات کا صُدور باقی مقامات کی نسبت زیادہ برا ہے۔

اولیاء کے مزارات پر فجور اور بدعات کا صدور قبیح میں اشد ہے:۔

"ای فی الشھر الحرم (یعنی حرمت والے مہینے میں) اس سے معلوم ہوا کہ ازمنہ مبارکہ (بابرکت اوقات) میں۔ اور اسی پر امکنہ مبارکہ (مقدس مقامات) کو قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ یہاں پر معصیت کرنا قبیح میں اشد ہے۔ تو ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ اولیاء کے مزارات پر فجور اور بدعات کرتے ہیں جن کا عُرس کے موقع پر

زیادہ صدور ہوتا ہے۔" (۳۵)

۱۱۔ "رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ" (۳۶)

ترجمہ: اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ نے غالی صوفیاء کے اس طرز عمل کا رد کیا ہے جو توکل کا بہانہ بنا کر نہ تو خود کوئی ذریعہ معاش اختیار کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی لوگوں کے سہارے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

توکل سے متعلق بعض غلاۃ صوفیاء کا غلط استدلال:۔

"بعض غلاۃ (جمع غالی کی۔حد سے گزرے ہوئے) صوفیاء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اپنے اہل و عیال کو توکل پر ایسی جگہ رکھنا جائز ہے جہاں کچھ سر وسامان نہ ہو۔ مگر یہ استدلال اس لئے غلط ہے کہ یہ رکھنا وحی سے تھا تو اس پر دوسرے فعل کو جو بلا وحی ہو کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت ھاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ اسلام نے فرمایا: ہاں۔انہوں نے کہا وہ ہم کو ضائع نہ کریں گے۔" (۳۷)

۱۲۔ "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ" (۳۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

اس آیت کے ضمن میں مولانا تھانویؒ نے لکھا ہے کہ تکالیف شرعیہ سلوک کے کسی بھی مرتبہ پر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتیں جیسا کہ بعض جہلاء صوفیاء کا خیال ہے اور اسیطرح بعض جاہل لوگوں سے جب کسی نام نہاد شیخ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے شیخ یا پیر نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی دیگر فرض عبادات؟ تو ان سے یہ بات سننے میں آتی ہے کہ یہ پہنچی ہوئی سرکار ہے۔

تکالیف شرعیہ کے ساقط ہونے کا اعتقاد الحاد محض ہے:۔

"یقین کی تفسیر موت ہے تو اسمیں ان لوگوں پر رَد ہے جو کہتے ہیں کہ کوئی مرتبہ سلوک میں ایسا ہے جس میں تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ اعتقاد الحاد محض ہے۔" (۳۹)

۱۳۔ "وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ" (۴۰)

ترجمہ:۔ اور جن چیزوں کے بارے میں تمھارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے۔ ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے۔

کسی چیز کہ حلال اور حرام قرار دینے کا اختیار صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس ہے۔ اس آیت کی روشنی میں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے شریعت و طریقت کے درمیان تلازم کو ثابت کیا ہے۔ جس سے ان لوگوں کے نظریہ کی تردید ہوتی ہے۔ جو شریعت و طریقت کو جدا جدا چیز خیال کرتے ہیں۔

طریقت کے احکام شریعت کے مبائن نہیں :۔

"اس سے معلوم ہو ا کہ طریقت کے احکام شریعت کے مبائن نہیں کہ یہاں کا حلال وہاں حرام ہو یا بالعکس۔" (۴۱)

۱۴۔ "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِين " (۴۲)

ترجمہ : اور ہم ایسی چیز یں یعنی قرآن نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفاء اور رحمت ہے۔

مولانا تھانویؒ نے اس آیت کے ضمن میں تفسیر روح المعانی کے حوالے سے تصوف کی دو اصطلاحات تخلیہ اور تحلیہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تخلیہ اور تحلیہ :۔

"روح میں ہے کہ شفاء اشارہ ہے تخلیہ کی طرف اور رحمت اشارہ ہے تحلیہ ۴۳) کی طرف (۴۴)"

۱۵۔ " وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ" (۴۵)

ترجمہ : اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے صرف آدمیوں کو ہی پیغمبر بنایا جن کے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔

اس آیت سے جمہور علماء نے استدلال کیا ہے کہ رسالت صرف مردوں کے ہی ساتھ خاص ہے اسی طرح مولانا تھانویؒ کے بقول اہل طریق کے ہاں طریقت کی خلافت بھی صرف مردوں کو ہی دی جاتی رہی ہے۔

خلافت مردوں کو ہی دی جاتی ہے :۔

"اس آیت سے جمہور نے استدلال کیا ہے مردوں کے ساتھ رسالت خاص ہونے پر۔ اور میں کہتا ہوں اگر تخصیص بھی مسلم نہ ہو تو غالب کا تو انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اصل ہے اہل طریق کی اس عادت کی کہ خلافت صرف مردوں ہی کو دیتے ہیں۔" (۴۶)

۱۶۔ "اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ " (۴۷)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نور دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا۔

مولانا تھانویؒ نے اس آیت کی تفسیر میں امام غزالیؒ کا قول ذکر کر کے اس آیت کو وحدت الوجود کا حاصل قرار دیا ہے۔

مسئلہ وحدت الوجود کا حاصل :۔

امام غزالیؒ نے نور کی تفسیر "ظاهر بنفسه و مظهر لغيره" (۴۸) سے کر کے اس کا مصداق وجود کو ٹھرایا ہے۔ تو نور السمٰوٰۃ والارض کے معنی وجود السمٰوٰۃ والارض ہوئے اور حاصل مسئلہ وحدت الوجود کا یہی ہے۔ (۴۹)

اسی طرح مولانا تھانویؒ نے سورۃ القصص کی اس آیت "كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَه" (۵۰) یعنی سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اس کی ذات کے۔ کی روشنی میں بھی مسئلہ وحدت الوجود کا حاصل بیان کیا ہے۔

روح میں ہے کہ بجز وجہ حق یعنی ذات حق کے ہر شئی یعنی ہر موجود ہالک ہے ۔ یعنی معدوم ہے۔ مراد یہ ہے کہ کالمعدوم ہے۔ کیوں کہ اس کا وجود ذاتی نہ ہونے کے سبب ہر وقت قابل عدم ہے پس وہ وجود مثل لاوجود کے ہے اور وحدۃ الوجود کا یہ ہی حاصل ہے۔ پس آیت دلیل ہے مسئلہ وحدۃ الوجود کی۔ (۵۱)

۱۷۔ "وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَى رَبَّنَا " (۵۲)

ترجمہ: اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلامی تصوف میں اصل اعمال ہیں نہ کہ احوال اس لیے کہ احوال باطنیہ غیر اختیاری ہیں اختیاری نہیں ہیں لہٰذا جو لوگ احوال کے منتظر رہتے ہیں تو یہ بات ان میں تکبر کی علامت ہے۔

احوال باطنیہ غیر اختیاریہ کے منتظر رہنے کا منشاء تکبر ہے :۔

"اس میں اس شخص کی مذمت کی طرف اشارہ ہے جو سلوک میں احوال باطنیہ غیر اختیاریہ کا منتظر رہتا ہے۔ اور اس طرف اشارہ ہے کہ منشاء اس انتظار کا حقیقت میں تکبر ہے اور اپنے مجاہدات ااور اعمال پر استحقاق کا دعویٰ" (۵۳)

۱۸۔ "لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ " (۵۴)

ترجمہ: کہیں تم کو سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں۔

عام عوام میں یہ بات رواج پا گئی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیا کو بھی اللہ تعالی کی طرح غیب کا علم حاصل ہے۔ مولانا تھانویؒ نے اس آیت کے ضمن میں اس بات کی تردید کی ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاءؒ کو علم غیب نہیں :۔

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو علم غیب نہیں۔" (۵۵)

۱۹۔ "فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ - وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ" (۵۶)

ترجمہ: سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہروں کو آواز نہیں سنا سکتے جبکہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور آپ اندھوں کو ان کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا سکتے۔

مولانا تھانویؒ اس آیت کی تفسیر میں بعض لوگوں کے اس نظریے کی تردید کرتے ہیں کہ پیر اور شیخ اپنے کسی بھی مرید کو پل بھر میں کامل بنا سکتے ہیں۔اس لیے اللہ کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں۔

کسی کو کامل بنا دینا شیخ کے اختیار میں نہیں:۔

"یہ تینوں جملے اس پر دال ہیں کہ ہدایت نہ کسی نبی کے قبضے میں ہے اور نہ کسی ولی کے تو بعض لوگ کیسے گمان کرتے ہیں کہ کامل بنا دینا شیوخ کے اختیار میں ہے۔" (۵۷)

۲۰۔ "فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ" (۵۸)

ترجمہ: سو اس شخص سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

اس آیت کی روشنی میں مولانا تھانویؒ نے ان غلاۃ صوفیاء کا رد کیا ہے جو طریقت کو اصل قرار دیتے ہیں اور شریعت کو قشر۔ پھر اپنے اس دعوے کی آڑ لے کر احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

شریعت کو قشر بتلانے والے دعوی ولایت میں کاذب ہیں:۔

"اپنے عموم لفظ سے ان کو بھی شامل ہے جو دعویٰ ولایت میں کاذب ہیں اور شریعت کو پس پشت ڈال کر اس کو قشر بتلاتے ہیں۔" (۵۹)

۲۱۔ "يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا" (۶۰)

ترجمہ: آپ ان سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہیں کریں گے۔

مولانا تھانویؒ نے اس آیت سے بیعت کے مقصد کو ثابت کیا ہے۔ ساتھ ہی ان لوگوں پر تنقید بھی کی ہے جو رسمی بیعت کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور کوئی عبادت یا عمل نہیں کرتے:

بیعت کی غرض و غایت:۔

"یہ آیت بیعت کی غرض میں صریح ہے اور اس میں بیعت مسمّٰی کا جس میں عمل کا اہتمام نہ ہو ابطال لازم آتا ہے۔" (۶۱)

۲۲۔ "وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا "(۶۲)

ترجمہ: اور نہ ود کو اور سواع کو اور یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو چھوڑنا۔

دور حاضر میں بعض لوگ نیک لوگوں کے تبرکات کو اس حد تک اہمیت دیتے ہیں کہ وہ اس ضمن میں دین اسلام کی بنیادی تعلیمات و شرائط کو بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

مولانا تھانویؒ نے اس آیت کی تفسیر میں راہ اعتدال کو بیان کیا ہے کہ اگر ان تبرکات و آثار کی وجہ سے دین میں خرابی پیدا ہو رہی ہو تو ان کو ترک کرنا واجب ہے۔

مفسدہ دینیہ کے خوف سے صلحاء کے آثار و تبرکات واجب الترک ہیں:

"یہ انجام ہوا صلحاء کی تصویریں رکھنے کا جو کہ اس وقت مباح تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلحاء کے آثار و تبرکات کا زیادہ اہتمام کرنا جب کہ اس میں مفسدہ دینیہ کا خوف ہو واجب الترک ہے۔" (۶۳)

۲۳۔ "لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَق"(۶۴)

ترجمہ: کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔

اس آیت کے ضمن میں مولانا تھانویؒ نے عارفین وسالکین کے مراتب واحوال اور کیفیات کو بیان کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ جو سالک اللہ کے دین کی پابندی اور اللہ تعالی کے قرب میں جتنی کوشش کرتا ہے اسی قدر اس کے مرتبہ اور احوال میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔

عارفین میں مراتب واحوال:

"ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کا خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے تو مراد اس سے مراتب قرب میں ترقی ہے ۶۵) اور یہی شان ہے آپ ﷺ کے ورثہ عارفین میں مراتب واحوال میں۔" (۶۶)

۲۴۔ " والعصر۔" (۶۷)

ترجمہ: قسم ہے زمانہ کی۔

سورۃ العصر کی تفسیر میں مولانا تھانویؒ نے زندگی کے لمحات کی قدر کرنے کا تذکرہ کیا ہے کہ انسان کی زندگی کا ہر لمحہ قابل قدر اور قیمتی ہے لہٰذا زندگی میں کبھی بھی ایک لمحہ کیلیے بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اہل اللہ کا یہ وصف ہے۔

زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے:

"ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "دہر" سے تفسیر فرمائی ہے (۶۸) پس اس میں تنبیہ ہے وقت عمر کے نعمت مغتنم

ہونے پر اور اس پر اہل اللہ خوب متنبہ ہوئے ہیں کہ ایک لمحہ ضائع نہیں کرتے یا کمال حاصل کرتے ہیں جس کا ذکر اٰمنوا و عملوا میں ہے یا تکمیل میں مشغول رہتے ہیں جس کا ذکر تواصوا میں۔" (٦٩)

۲۵۔ ''إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۔" (٧٠)

ترجمہ: بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے۔

جو لوگ اللہ اور اہل دین کا استہزاء کرتے ہیں اور بلا وجہ ان کی دشمنی دلوں میں لیے پھرتے ہیں مذکورہ بالا آیت میں ان لوگوں کے لیے تنبیہ ہے کہ اپنی اس حرکت سے باز آجاؤ ورنہ تمھیں برے انجام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ولی اللہ کی مخالفت کا انجام:

"اطلاق سے دال ہے کہ آخرت کا ہر مخالف ہر خیر سے منقطع ہے کہ نہ اس کی حیات میں برکت ہے کہ زاد حیات اس سے جمع کرے نہ اس کے قلب میں خیر ہے کہ حق بات کو سمجھے یا اس میں حق تعالی کی محبت و معرفت پیدا ہو۔ نہ اعمال میں برکت ہے کہ توفیق یا اخلاص ہو۔ اور یہی حالت ہوتی ہے آپ ﷺ کے ورثہ کی مخالفت کی جیسا کہ حدیث میں ہے۔ من عادی لی ولیا فقد أذنته بالحرب ۔۔۔ الحدیث (٧١) کہ جو شخص میرے ولی سے عداوت کرے میں اس کو اشتہار جنگ دیتا ہوں۔" (٧٢)

نتائجِ بحث:

مذکورہ بالا بحث سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

- صوفیاء کے اشغال و مجاہدات اگر شریعت کی حدود کے منافی نہ ہوں تو یہ روحانی ترقی میں مفید ہیں۔
- اسلامی تصوف اور شریعت میں تلازم و تطابق پایا جاتا ہے۔
- قرب الٰہی سے ہے، روحانی مقام و مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے۔
- تصوف، اباحیت اور سینہ بہ سینہ رازوں کا نام نہیں ہے بلکہ یہ روح شریعت ہے۔
- تذکیہ کے لیے چالیس روز کی تعین قرآن حکیم سے بھی ہوتی ہے۔
- انبیاء، صوفیاء اور اولیاء کی تعلیم میں افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔
- حیاتِ انسانی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اسے کسی طرح غفلت میں نہیں گذارنا چاہیے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) الزرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، مطبعہ عیسی البانی الیحیی وشرکاءہ ،الطبعۃ الثالثۃ، س.ن، ۷۸/۲

(۲) تھانوی ،اشرف علی ، مولانا،التکشف عن مہمات التصوف ،ادارہ تالیفات اشرفیہ ، ملتان ، طبع ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ، ص: ۳۹۴

(۳) ندوی، سید سلیمان،علامہ، مجدد ملت کے آثار علمیہ ،المعارف (ماہنامہ)، دارالمصنّفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ ، انڈیا،فروری،۱۹۴۴ء، جلد:۵۳ ، ص:۹۰ ؛حسنِ تدبیر ،سہ ماہی(حکیم الامت نمبر)،دہلی، جلد:۱، شمارہ:۳، مئی۔اکتوبر ۲۰۰۷ء، ص:۱۰۸

(۴) عارفی ، محمد عبدالحیی ،ڈاکٹر، فہرست تالیفات حکیم الامتؒ ،مکتبہ دارالعلوم کراچی ، طبع جدید ، شوال المکرم ۱۴۲۸ھ، ص:۲۱۸

(۵) تھانوی ،اشرف علی ، مولانا، مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ،عنوانات ، محمد اقبال قریشی،ادارہ اسلامیات ،لاہور، ۱۴ستمبر ۱۹۹۰ء، ص: ۷تا۴۳

(۶) البقرۃ۲:۴۰

(۷) تھانوی ،اشرف علی ، مولانا، القرآن الکریم مع ترجمہ و تفسیر بیان القرآن (اختصار شدہ) ،پاک کمپنی،اردو بازارلاہور، س۔ن، ص:۹

(۸) تھانوی ،اشرف علی ، مولانا، تفسیر بیان القرآن (مکمل)،مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، س – ن،۴۸/۱ ؛ تھانوی ،اشرف علی ، مولانا،مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ، عنوانات : محمد اقبال قریشی، ادارہ اسلامیات ، لاہور، طبع ستمبر ۱۹۹۰ء ص: ۵۴

(۹) البقرہ۲:۵۱

(۱۰) مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ،ص۵۷؛ بیان القرآن،۵۲/۱

(۱۱) تھانوی ،اشرف علی ، مولانا، التکشف عن مہمات التصوف،ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ، طبع ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ، ص: ۶۵۲

(۱۲) تھانوی،اشرف علی ، مولانا، شریعت وطریقت ،ترتیب: مولانا محمد دین چشتی ، ادارہ اسلامیات لاہور، طبع اپریل

۱۹۸۱ء، ص:۴۲۷

(۱۳) البقرہ ۲: ۱۳۰

(۱۴) بیان القرآن، ۱/۹۵؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۶۷

(۱۵) آل عمران ۳: ۶۴

(۱۶) بیان القرآن، ۱/۲۴۷؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۱۰۲ ؛ آلوسی، محمود بن عبد اللہ، شہاب الدین، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۵ھ، ۱۸۶/۲

(۱۷) النساء ۴: ۳۲

(۱۸) بیان القرآن، ۱/۳۵۴؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۱۲۴

(۱۹) النساء ۴: ۱۱۴

(۲۰) بیان القرآن، ۱/۴۰۷؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ، ص: ۱۳۵

(۲۱) المائدہ ۵: ۶۲

(۲۲) قوت گویائی

(۲۳) غصہ پیدا/دلانے والی قوت

(۲۴) شہوت پیدا کرنے والی قوت

(۲۵) بیان القرآن، ۱/۴۹۶؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ، ص: ۱۵۱

(۲۶) الاعراف: ۷: ۱۱۶

(۲۷) طٰہٰ: ۲۰: ۶۶

(۲۸) خوارق: عادت سے ہٹ کر کے کسی کام کا ہونا

(۲۹) مسمریزم: "حقیقت اس عمل کی یہ ہے کہ قوت نفسانیہ کے ذریعہ سے بعض افعال کا صادر کرنا جیسے اکثر افعال قوی بدنیہ کے ذریعہ سے صادر کئے جاتے ہیں۔ پس قوی نفسانیہ بھی مثل قوت بدنیہ کے ایک آلہ ہے صدور افعال کا۔ (تھانوی، اشرف علی، مولانا، بوادر النوادر، ادارہ اسلامیات لاہور، اگست ۱۹۸۵ء، ص: ۳۶۲)

(۳۰) بیان القرآن، ۲/۴۹؛ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک، ص: ۲۰۱

(۳۱) الاعراف ۷: ۱۹۴

(۳۲) الاعراف: ۷: ۱۹۵

(۳۳) بیان القرآن،۲/۷۷؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۲۱۰

(۳۴) التوبہ:۹:۳۶

(۳۵) بیان القرآن،/۱۳۰؛السلوک من کلام ملک الملوک ص:۲۲۹

(۳۶) ابراہیم ۱۴:۳۵

(۳۷) بیان القرآن،۲/۳۰۸-۳۰۹؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ص:۲۸۶

(۳۸) الحجر ۱۵:۹۹

(۳۹) بیان القرآن،۲/۳۲۵؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ص: ۲۹۲

(۴۰) النحل ۱۶:۱۱۶

(۴۱) بیان القرآن،۲:۳۵۶؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ص:۲۹۹

(۴۲) بنی اسرائیل ۱۷:۸۲

(۴۳) تخلیہ:اوصاف مذمومہ کو دور کرنا؛تحلیہ:اوصاف محمودہ کو پیدا کرنا(شریعت وطریقت،ص۴۹)

(۴۴) بیان القرآن،۲/۳۹۲؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ص:۳۰۹؛روح المعانی،۱۳۸/۸

(۴۵) الانبیاء ۲۱:۷

(۴۶) بیان القرآن،۲/۴۸۳؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۳۴۵

(۴۷) النور ۲۴:۳۵

(۴۸) صدیقی،محمد اسحاق،الفکرة السنیة والحاجة الیھا،الجامعة الاسلامیة بالمدینة المنورة،ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ،۵۶/۱؛ تھانوی،اشرف علی،مولانا،بوادر النوادر،رسالہ :ظہورالعدم بنورالقدم،ادارہ اسلامیات،لاہور،اگست ۱۹۸۵ء،ص:۶۶۴

(۴۹) بیان القرآن،۲/۵۸۲؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۳۷۵

(۵۰) العنکبوت ۲۹:۸۸

(۵۱) بیان القرآن،۳/۱۰۶؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۴۲۲

(۵۲) الفرقان ۲۵:۲۱

(۵۳) بیان القرآن ۳/۲۰؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص: ۳۸۲

(۵۴) النمل ۲۷:۱۸

(۵۵) بیان القرآن، ۶۱/۳؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۴۰۶

(۵۶) الروم ۳۰: ۵۲تا۵۳

(۵۷) بیان القرآن، ۱۴۱/۳؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک ،ص: ۴۳۳

(۵۸) الزمر ۳۹: ۲۸

(۵۹) بیان القرآن ۲۹۹/۳؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۴۶۸

(۶۰) الممتحنہ ۶۰: ۱۲

(۶۱) بیان القرآن، ۵۴۳/۳؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۵۰۹

(۶۲) نوح ۷۱: ۳۱

(۶۳) بیان القرآن، ۵۹۷/۳؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۵۲۰

(۶۴) الانشقاق ۸۴: ۱۹

(۶۵) خطابا للنبی ﷺ ، أی لترکبن یا مُحَمَّد حالا بعد حال، قال ابن عباس (القرطبیؒ، محمد بن احمد بن ابی بکر ابو عبداللہ، الجامع لاحکام القرآن، تحقیق: احمد ابر دونی و ابراہیم الحفیض۔ دار الکتب المصریہ، القاہرہ، الطبعۃ الثانیہ ۱۹۶۴ء، ۲۷۸/۱۹)

(۶۶) بیان القرآن، ۶۴۳/۳؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۵۲۶

(۶۷) العصر ۱۰۳: ۱

(۶۸) والعصر أی الدھر ، قالہ ابن عباس و غیرہ۔(القرطبیؒ، محمد بن احمد بن ابی بکر ابو عبداللہ، الجامع لاحکام القرآن، تحقیق: احمد ابر دونی وابراہیم الحفیض۔ دار الکتب المصریہ، القاہرہ، الطبعۃ الثانیہ ۱۹۶۴ء، ۱۷۸/۲۰)

(۶۹) بیان القرآن، ۶۸۳/۳؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۵۳۵

(۷۰) الکوثر ۱۰۸/۳

(۷۱) البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، صحیح البخاری ، کتاب الرقاق ، باب التواضع،ح ۶۵۰۲،المحقق : محمد زھیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۲ھ، ۱۰۵/۸

(۷۲) بیان القرآن، ۶۹۰/۳؛مسائل السلوک من کلام ملک الملوک،ص:۵۳۶

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆